المعجم الکبیر کی ترتیب وتدوین میں امام طبرانی کا منہج واسلوب

نصیر احمد*

محمد عابد ندیم**

حدیث نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام شریعت اسلامیہ کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے جس کی حفاظت وتدوین کے لئے محدثین نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ حفاظت و تدوین کے ضمن میں علماء ومحدثین نے مختلف اسالیب و مناہج اختیار کیے جن میں سے ایک منہج "المعاجم "(۱) کا ہے۔ جس میں صحابہ کرام، شیوخ یا بلدان کی ترتیب سے کتاب کو مرتب کیا جاتا ہے۔ علم حدیث کی اس قسم میں امام طبرانی کا نام اس علم کے مؤسسین میں شمار کیا جاتا ہے۔ آپ کی کتاب المعجم الکبیر معاجم کے اسلوب کے تحت لکھی جانے والی کتب میں مصدر کی حیثیت رکھتی ہے۔ تراجم صحابہ کے حوالے سے المعجم الکبیر ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ کتاب کا منہج واسلوب جاننے سے پہلے مصنف کا مختصر تعارف ذکر کیا جاتا ہے۔

امام طبرانی کا مختصر تعارف

امام طبرانی کا نام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی الطبرانی ہے۔ آپ ماہ صفر ۲۶۰ھ میں شام کے قصبہ عکاء میں پیدا ہوئے۔ طبریہ کے رہنے والے تھے۔ طلب علم کے لئے حرمین شریفین، شام، مصر، حجاز، یمن، بغداد، کوفہ، بصرہ، اصبہان اور خازستان وغیرہ متعدد شہروں و ممالک کا سفر کیا۔ آپ نے پہلی دفعہ سماعت ۲۷۳ھ میں طبریہ میں کی جس کے بعد ۲۷۴ھ میں قدس تشریف لے گئے جہاں سے ۲۷۵ھ میں قیساریہ کی جانب کوچ کر گئے۔ ۲۹۰ھ میں اصبہان تشریف لائے لیکن واپس چلے گئے تو دوبارہ ۳۱۱ھ میں تشریف لائے اور یہاں ساٹھ (۶۰) سال تک احادیث مبارکہ پڑھاتے رہے۔ اور یہاں ہی وفات پائی (۲)۔ امام طبرانی نے کثیر اساتذہ و مشائخ سے کسب فیض کیا۔ علامہ ذہبی (۶۷۳۔۷۴۸ھ) کے مطابق آپ علیہ الرحمہ نے ایک ہزار سے زائد اساتذہ و مشائخ سے کسب فیض کیا (۳)۔ آپ نے ایک طویل

* لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ایم۔اے۔او۔ کالج لاہور

** اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

عرصہ علم حدیث پڑھایااس لیے آپ کے تلامذہ کی تعداد بھی کثیر ہے(۴)۔امام طبرانی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اہل علم نے مختلف کلمات ثناء استعمال کیے ہیں جن میں سے ثقۃ، صدوق، ضبط، تورع، واسع الحفظ، کثیر التصانیف، الحافظ المکثر، بصیر بالعلل والرجال والابواب وغیرہ کلمات شامل ہیں۔امام طبرانی کثیر التصانیف ہیں ۔(۵) آپ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔(۶) آپ نے ۱۰۰ سال کی عمر میں ۲۸ ذی القعدہ، ۳۶۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کو ہفتے والے دن شہر جی (تیرہ) کے دروازے کے ساتھ مشہور صحابی حضرت حممۃ بن حممۃ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

المعجم الکبیر کی ترتیب وتدوین کا منہج واسلوب

امام نسائی نے المعجم الکبیر کی ترتیب وتدوین میں جو منہج واسلوب اختیار کیا اس کے چند نکات مندرجہ ذیل سطور میں بیان کیے گئے ہیں۔

کتاب کا نام اور موضوع

کتاب کا نام جیسا کہ ٹائٹل سے ظاہر ہے المعجم الکبیر ہے۔ معجم سے مراد ایسی حدیث کی کتاب ہے جو ترتیب صحابہ، ترتیب شیوخ یا ترتیب بلدان وغیرہ پر مرتب کی جائے۔جیسا کہ علامہ کتانی (۱۲۷۴۔۱۳۴۵ھ) لکھتے ہیں:

ما تذکر فیه الاحادیث علی ترتیب الصحابه او الشیوخ او البلدان او غیر ذلک(۷)

"ایسی (حدیث کی کتاب) جس میں صحابہ، شیوخ بلدان وغیرہ کی ترتیب پر احادیث ذکر کی جائیں"۔

المعجم الکبیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے حالات، فضائل اور واقعات وغیرہ پر مشتمل ہے۔اس کتاب کو حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے۔امام طبرانی (۲۶۰۔۳۶۰ھ) لکھتے ہیں:

"هذا الکتاب ا لفناه جامعا لعدد ما انتهی الینا ممن روی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم من الرجال والنساء، علی حروف الف ب ت ث"(۸)

" یہ ایسی کتاب ہے جس میں ہم نے رسول پاک ﷺ سے روایت کرنے والے مرد وخواتین رواۃ کی مرویات کو حروف تہجی کے اعتبار سے جمع کیا ہے"

ذکر صحابہ میں امام طبرانی کی شرائط

امام طبرانی علیہ الرحمہ نے حروف تہجی کی ترتیب کو مرد و زن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے حوالے سے لازم پکڑا۔ وہ خود لکھتے ہیں:

خرجت عن كل واحد منهم حديثا وحديثين وثلاثا واكثر من ذلك على حسب كثرة روايتهم وقلتها، ومن كان من المقلين خرجت حديثه اجمع، ومن لم يكن له رواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان له ذكر من اصحابه من استشهد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم او تقدم موته، ذكرته من كتب المغازى وتاريخ العلماء، ليوقف عل عدد الرواة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وذكر اصحابه رضى الله عنهم.(۹)

"میں نے مرویات کی قلت و کثرت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر ایک سے ایک، دو، تین یا زیادہ احادیث نقل کیں اور جن کی مرویات تھوڑی تھی ان سے ایک حدیث لی ہے اور جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے نبی اکرم ﷺ کی صحبت کے باوجود کوئی روایت مروی نہیں ان کا ذکر کتاب المغازی اور تاریخ العلماء میں کیا ہے تا کہ رواۃ اور صحابہ کی تعداد معلوم ہو سکے"۔

مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ المعجم الکبیر کی تدوین کے حوالے سے مصنف کے پیش نظر یہ شرائط تھی۔

۱۔ ہر صحابی کی مرویات میں سے ایک بڑی تعداد نقل کرنا، چاہے وہ کثیر المرویات ہو یا متوسط المرویات ایسے صحابہ کرام علیہم الرضوان جن سے احادیث زیادہ مروی ہیں اور یہ زیادتی ہزار تک ہو تو وہ کثیر المرویات ہیں جیسے حضرت ابو سعید خدری، حضرت عبد اللہ ابن عمر اور حضرت انس وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور ایسے صحابہ کرام علیہم الرضوان جن سے احادیث نہ تو زیادہ مروی ہیں اور نہ کم وہ متوسط المرویات ہیں جیسے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عثمان وغیرہما رضی اللہ عنہم اجمعین، اور ایسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن سے بہت کم احادیث مروی ہیں وہ قلیل المرویات کہلاتے ہیں۔ جیسے بقیہ حضرات صحابہ۔ سید عبد اللہ الشنقیطی المتوفی ۱۳۵۴ھ لکھتے ہیں:

والمكثر من زاد حديثه على الف، وهم ستة على الصحيح.(۱۰)

"اور کثیر الروایہ اسی صحابی کو کہتے ہیں جس کی مرویات ایک ہزار سے زائد ہوں اور وہ چھ ہیں"

البتہ امام طبرانی(۲۶۰۔۳۶۰ھ) نے حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات المعجم الکبیر میں نقل نہیں کی کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کثیر تھی کیونکہ ان کی مرویات ذکر کرنے کے لئے ایک مستقل کتاب مسند ابی ہریرہ کے نام سے مرتب کی۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

" ليس فيه مسند ابى هريرة، ولا استوعب حديث الصحاب المكثرين "(۱۱)

"(اس کتاب میں) مسند ابی ہریرہ بھی نہیں ہیں اور نہ ہی انہوں (مصنف) نے مکثرین صحابہ کی روایات کو مکمل ذکر کیا ہے"

امام طبرانی(۲۶۰۔۳۶۰ھ) کی کتاب میں نہ تو حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات ہیں اور نہ ہی کثیر الروایت صحابہ کی مرویات کا استعاب ہے۔ تاہم یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ امام طبرانی نے کثیر الروایت صحابہ کی مرویات کے استعاب کی شرط کا التزام نہیں کیا تھا۔

۲۔ قلیل الروایت صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مرویات کے استعاب کا التزام کیا تھا۔

۳۔ چونکہ معجم کی تصنیف کا مقصد صحابہ کرام علیہم الرضوان کی معرفت ہے اس لئے ایسے صحابہ کرام علیہم الرضوان جن کی مرویات ثابت نہیں ان کے اسما مبارکہ کا ذکر کرنا۔ ان کی پہچان، فضائل وغیرہ کا ذکر کرنا۔

۴۔ مندرجہ بالا التزام میں حروف تہجی کی ترتیب کا لحاظ رکھنا۔

المعجم الکبیر کا اجمالی منہج واسلوب

المعجم الکبیر للطبرانی کے اجمالی منہج واسلوب کو ان نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے:

۱۔ امام طبرانیؒ نے کتاب کا آغاز خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ذکر سے ان کی خلافت کی ترتیب کے لحاظ سے کیا۔ پھر بقیہ عشرہ مبشرہ کا ذکر کیا۔

۲۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اسمائے مبارکہ حروف تہجی کی ترتیب سے ذکر کئے اور ہر باب کی عموما یہی ترتیب ہے۔

۳۔ ہر صحابی کا تعارف، نسبت، صفات اور اس کی سن وفات کا ذکر کیا۔ جس کے بعد اگر اس سے صحابی مروی کوئی روایت ہو تو اس کا ذکر کرتے ہیں اور اگر روایت مروی نہ ہو تو اس ترتیب کا لحاظ نہیں کرتے۔

۴۔ اگر کسی موضوع سے متعلق احادیث کا مجموعہ موجود ہو تو بسا اوقات لفظ باب پر اکتفا کرتے ہیں اور اس کے بعد احادیث ذکر کرتے ہیں (۱۲)

۵۔ اگر صحابی کثیر الروایہ ہو تو اس کی بعض مرویات ذکر کرتے ہیں اور اگر قلیل الروایۃ ہو تو اس سے مروی تمام روایات ذکر کرتے ہیں اور اگر ایک صحابی سے متعدد تابعین نے روایت کیا ہو تو ہر تابعی کی روایت کو علیحدہ عنوان سے ذکر کرتے ہیں۔

۶۔ جس صحابی کی حضور ﷺ سے کوئی روایت مروی نہ ہو اس کا ذکر کتاب المغازی یا تاریخ العلماء میں کرتے ہیں۔

۷۔ جب ایک نام کے متعدد صحابہ ہوں تو ہر ایک کے لئے الگ باب وعنوان قائم کرتے ہیں جیسے:
" باب من اسمه كذا ".(۱۳)

۸۔ بسا اوقات امام طبرانی باب کا عنوان صرف لفظ باب سے ہی باندھتے ہیں جب کہ اس سے پہلے یا بعد میں ایسا باب ہو جو اس موضوع سے متعلق ہو۔

۹۔ جب کسی صحابی سے ایک موضوع پر متعدد روایات مروی ہوں اور اسی موضوع سے متعلق کسی دوسرے صحابی کی بھی مرویات ہوں تو اسے بھی ذکر کرتے ہیں اور اس کے لئے کوئی الگ باب قائم نہیں کرتے بلکہ اسی پہلے باب کے تحت ہی انہیں درج کر دیتے ہیں تاکہ قاری کو متعلقہ موضوع کے بارے کثیر مواد میسر آسکے۔

۱۰۔ المعجم الکبیر کی جملہ مرویات ادا کے صیغہ حدثنا کے ساتھ ہیں جو کہ ابن الصلاح کے نزدیک سب سے اعلیٰ طریقہ ہے(۱۴)۔

۱۱۔ ضرورت کے بغیر بہت کم حدیث کی سند اور متن کا تکرار کرتے ہیں۔عام طور پر تعدد طرق کے ضمن میں ایسا کرتے ہیں جو ان کی علمیت کی پختگی کی دلیل ہے۔

المعجم الکبیر کے مشتملات

۱۔ کم و بیش ۱۶۰۰ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے تراجم کے ساتھ ابواب قائم کیے ہیں البتہ بسا اوقات کسی صحابی کی صحبت بارے اختلاف کو بھی باب کا حصہ بناتے ہیں جیسے:

"جندب بن كعب الازدی: قد اختلف فی صحبته" (۱۵)

۲۔ المعجم الکبیر کی اکثر مرویات مرفوع ہیں تاہم موقوف روایت کی بھی اچھی خاصی تعداد اس میں موجود ہے بالخصوص صحابہ کرام علیہم الرضوان کے تراجم میں۔اسی وجہ سے امام طبرانی نے شمائل، فضائل اور اقوال بارے اختصار کا سہارا لیا ہے۔جیسے مسند ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ و مسند عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اور مسند ابی عبیدہ الجراح رضی اللہ عنہ وغیرہ۔اس سلسلے میں تابعین و دیگر کے اقوال جن کا تعلق صحابی کی صفات وغیرہ کے ساتھ ہو، کا بھی ذکر کرتے ہیں۔اس کا ذکر امام طبرانی نے اپنی کتاب کے مقدمے میں بھی کیا ہے:

"ومن لم يكن له رواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكان له ذكِر من اصحابه من استشهد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، او تقدم موته، ذكرته من كتب المغازی وتاريخ العلماء" (۱۶)

"اور جس صحابی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث مروی نہ ہو لیکن اس کا شمار صحابہ میں ہوتا ہو بایں طور کہ اس نے حضور ﷺ کی معیت پائی ہو یا حضور ﷺ سے قبل ان کا وصال ہو گیا ہو تو اسے میں نے کتب المغازی اور تاریخ العلماء کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔"

البتہ امام طبرانی اس بات کا ضرور لحاظ کرتے ہیں کہ ان تمام امور کا ذکر سند کے ساتھ کیا جائے۔

۳۔ المعجم الکبیر میں کئی مقامات پر امام طبرانی کے اپنے اقوال بھی موجود ہیں جن کا تعلق صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعریف، نسب، شہر، تاریخ اور وفات وغیرہ کے ساتھ ہے اور یہ کتاب میں اکثر مقامات پر ملے گا۔ جیسے:"الحش: البستان" .(۱۷)

۴۔ المعجم الکبیر میں امام طبرانی مرویات کے ضمن میں اختلاف رواۃ کا بھی ذکر کرتے ہیں اور بسا اوقات اس پر باب بھی قائم کرتے ہیں جیسے مسند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے حوالے سے آتا ہے۔"الاختلاف عن الاعمش فی---"(۱۸)ایک مقام پر ہے:

"الاختلاف عن الاعمش فی حدیث عبد الله فی صلاۃ النبی صلی الله علیه وسلم بمنی"(۱۹)

"منٰی میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نماز بارے حضرت عبد اللہ کی حدیث کی سند میں اعمش بارے اختلاف ہے"

المعجم الکبیر کی ترتیب میں امام طبرانی کا منہج

امام طبرانی علیہ الرحمہ نے مرویات کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اسانید پر جمع کیا ہے اور عموما حروف تہجی کی ترتیب کو مد نظر رکھا ہے اور انہیں مردوں اور عورتوں کی طرف تقسیم کیا ہے۔اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ عمومی طور پر امام طبرانی علیہ الرحمہ روایات کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اسناد پر ترتیب دیتے ہیں تاہم بعض اوقات کسی صحابی کی مسند کے سلسلے میں ایسی روایات بھی ذکر کرتے ہیں جو ان سے مروی نہیں ہوتی البتہ ایسا صرف صحابی کے تعارف، فضائل وغیرہ میں ذکر کرتے ہیں عمومی طور پر اس ترتیب سے احوال ذکر کرتے ہیں: سب سے پہلے وہ چیزیں جن کی نسبت صحابی کی طرف ہے، پھر وہ چیزیں جن کا تعلق ان کی صفات سے ہے، پھر ان کے سن وصال اور وفات سے متعلقہ چیزیں اور پھر ان الفاظ سے ابواب بندی کرتے ہیں:"ومما اسند".(۲۰)

۲۔ صحابی کی سند وروایت کے ذکر کرنے میں امام طبرانی علیہ الرحمہ کی عبارت میں تنوع پایا جاتا ہے مثلا:

۲۔۱ صحابی کی مرویات کو فقہی ابواب پر مرتب کرنا۔

۲۔۲ صحابی کی مرویات کو صحابی کے کثیر یا قلیل الروایۃ ہونے کے اعتبار سے راوی کے ترجمہ میں تقسیم کرتے ہیں اور اگر صحابی کثیر الروایۃ ہو تو اس کی مرویات کو ان سے روایت کرنے والے اشخاص کے مطابق تقسیم کرتے ہیں جیسے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی مسند کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"سماک بن حرب عن جابر بن سمرة " (۲۱) پھر اس کے بعد کہتے ہیں:"سفیان الثوری عن سماک" (۲۲) پھر جناب سفیان ثوری علیہ الرحمہ کی مرویات ذکر کرتے ہیں۔ اگر رواۃ میں مرد و عورت دونوں شامل ہوں تو مرد کا ذکر پہلے کرتے ہیں۔ بسا اوقات صحابہ کرام سے تبع التابعین کی روایت کو شہروں کی ترتیب پر ذکر کرتے ہیں جیسے مسند حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ پر ان کا ترجمہ لکھتے ہیں:"ما روی ابو حازم: سلمة بن دینار عن سهل بن سعد" (۲۳) پھر کہتے ہیں:"روایة المدنیین عن ابی حازم" (۲۴)اس کے بعد ان کی مرویات ذکر کر کے ان کا ترجمہ لکھتے ہیں:"المکیون عن ابی حازم" (۲۵)ان کی مرویات ذکر کرنے کے بعد ان کا ترجمہ لکھتے ہیں:"روایة البصریین عن ابی حازم" (۲۶)اسی نہج پر مزید لکھتے ہیں:"روایة الکوفیین عن ابی حازم"(۲۷)

۲۔۳ صحابہ کرام کی مرویات کو ابواب فقہیہ پر جمع کرتے ہیں اور مرویات کو تراجم کے حساب سے تقسیم کرتے ہیں

مثلا مسند جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے ذکر میں ان کی مرویات کو ان سے روایت کرنے والے راوی کے حساب سے تقسیم کرتے ہیں اور ان رواۃ کی صحابہ سے مرویات فقہی ابواب پر مرتب کرتے ہیں۔(۲۸)

۲۔۴ بسا اوقات غرائب صحابہ پر اقتصار کرتے ہوئے ایسا باب قائم کرتے ہیں جن کے الفاظ ان پر دلالت کریں جیسے مسند ابی ذر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"من غرائب مسند ابی ذر" (۲۹)

۳۔ مسانید صحابہ میں سے عشرہ مبشرہ سے آغاز کیا اور ان میں سے خلفائے راشدین کو مقدم کیا پھر باقی صحابہ کرام کا ذکر کیا اور ان کو حروف تہجی پر مرتب کیا ان کے ذکر میں پہلے اصل نام کو ذکر کرتے ہیں پھر کنیت اور عورتوں کو مستقل قسم میں ذکر کرتے ہیں۔ صحابیات میں سے بنات رسول ﷺ سے آغاز کیا اور بنات رسول ﷺ میں سے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آغاز کیا پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور آخر میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا۔ اس کے بعد حضرت امامۃ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا جو سیدہ زینب بنت رسول ﷺ کی صاحبزادی ہیں اس کے بعد حضور ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اجمعین کا ذکر کیا اور ان میں حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بعد دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اجمعین کا ذکر کیا۔ امام طبرانی (۲۶۰۔۳۶۰ھ) مسانید النساء کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

> "ما انتهى الينا من مسند النساء اللاتى روين عن رسول الله ﷺ، خرجت اسماء هن على حروف المعجم، وبدات ببنات رسول الله ﷺ وازواجه لئلا يتقدمهن غيرهن، وكانت فاطمة اصغر بنات رسول الله ﷺ، واحبهن اليه، فبدات بها لحب رسول الله ﷺ لها"(۳۰)
>
> "جن خواتین کی رسول اللہ ﷺ سے مرویات ہم تک پہنچی ہیں، میں نے ان (خواتین) کے اسماء کو حروف تہجی کے مطابق ذکر کرکے ان کی مرویات بیان کی ہیں اور میں نے اس کا آغاز بنات اور ازواج رسول ﷺ سے کیا ہے۔ تاکہ کوئی اور ان سے مقدم نہ ہو اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی اور محبوب صاحبزادی ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی ان سے محبت کی بنا پر روایات کا آغاز انہی سے کیا ہے"

اس کے بعد دیگر صحابیات کا ذکر حروف تہجی کے لحاظ سے کرتے ہیں اور ان کے ذکر میں بھی وہی طریقہ اختیار کیا جو مردوں کے ذکر میں کیا تھا البتہ اس میں ایک اضافہ یہ کیا کہ مبہمات صحابیات رضی اللہ عنہن اجمعین کو الگ قسم میں ذکر کیا۔

اشاعت اور مرویات کی تعداد

المعجم الکبیر کی مرویات کی تعداد میں مختلف اقوال ذکر کیے گئے ہیں ایسے ہی اس کی طباعت کی بھی مختلف جلدیں ہیں جن میں سے بعض مفقود بھی ہیں۔المعجم الکبیر کی جملہ مرویات تقریبا۲۲۰۲۱ہیں۔ذیل میں اس کی تفصیل درج ہے:

۱۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت سے طبع ثانیہ کے ساتھ ۱۹۸۳ھ میں پچیس(۲۵)جلدوں میں شائع ہوئی جس میں سے جلد نمبر:۱۵،۱۶مفقود ہیں جبکہ جلد نمبر:۱۳،۱۴اور۲۱کا کچھ حصہ محققین کی تحقیق کے ساتھ بعد میں ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۰۰۶ء میں شائع ہوا۔

۲۔ مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ سے ۲۵ جلدوں میں طبع ثانیہ کے ساتھ شائع ہوئی جس میں جلد نمبر:۱۳ بھی شامل ہے جو شیخ حمدی سلفی کی تحقیق سے دار الصمیعی، الریاض سے طبع اول کے ساتھ ۱415ھ بمطابق ۱۹۹۴ء میں شائع ہوئی تھی۔

۳۔ مکتب العلوم والحکم، موصل سے طبع ثانیہ کے ساتھ ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۹۸۳ء میں ۲۰ جلدوں میں شائع ہوئی۔

الکتانی نے اس کی مرویات کا اندازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کے علاوہ بارہ جلدوں پر مشتمل کتاب میں ساٹھ(۶۰)ہزار سے(۳۱) جبکہ حاجی خلیفہ نے پچیس(۲۵) ہزار سے کیا ہے۔(۳۲)البتہ شیخ حمدی سلفی کی ترتیب کے لحاظ سے اس کی مرویات کی تعداد بائیس ہزار اکیس (۲۲۰۲۱)بنتی ہے۔تاہم اگر مفقود اجزاء کی مرویات ملالی جائیں تو یہ تعداد حاجی خلیفہ کی بیان کردہ تعداد کے قریب بنتی ہے۔

المعجم الکبیر للطبرانی کی خصوصیات

۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی ذخیرہ احادیث میں مصادر کی حیثیت رکھتی ہے۔

۲۔ مذکور الذکر کتاب کا شمار احادیث کے بڑے ذخائر میں ہوتا ہے،

۳۔ المعجم الکبیر للطبرانی میں بہت ساری ایسی احادیث بھی موجود ہیں جو صحاح ستہ میں نہیں ہیں۔

۴۔ تراجم صحابہ میں المعجم الکبیر للطبرانی کو جملہ کتب پر فوقیت حاصل ہے۔

ابن سالم مخلوف لکھتے ہیں:

المعجم الکبیر للحافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی المتوفی سنۃ ۳۶۰ھ وھو اکبر مسانید الدنیا۔(۳۳)

"حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ کی معجم دنیا کی مسانید میں سے سب سے بڑی ہے"

المعجم الکبیر للطبرانی کے مابعد کتب پر اثرات

۱۔ شیخ حمدی عبد المجید سلفی نے اس کتاب پر تحقیق کی اور مکتبۃ العلوم والحکم موصل سے ۲۰ جلدوں میں جبکہ دار احیاء التراث العربی، بیروت سے ۲۵ جلدوں میں شائع کروائی۔فاضل مصنف نے اس بات سے آگاہ کیا ہے کہ ان سے بعض مسانید ساقط ہو گئی ہیں پس جو ان کو میسر تھا اسی کی تحقیق پر اکتفا کیا ہے۔ البتہ ہر جلد کے آخر میں مختلف فہرستیں شامل کی ہیں پھر اس کی اشاعت کے کچھ عرصہ بعد ۱۴۱۵ھ میں ان کو حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص، حضرت عبد اللہ بن ابی یزید المزنی وغیر ھما رضی اللہ عنہم اجمعین کی مرویات بھی مل گئی تھی جو ۱۴۷۵، احادیث پر مشتمل تھی۔

۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی کی طرز پر ان کے بعد بہت سے محدثین نے کام کیا جیسے ابواب فقہ کی ترتیب پر احادیث کو مرتب کرنا جیسا کہ علامہ علی بن حسام الدین الہندی نے کنز العمال میں کیا۔علامہ علاء الدین علی بن حسام الدین المتقی الہندی البرہان فوری متوفی: ۹۷۵ھ کی کتاب کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت سے الطبعۃ الخامسۃ کے ساتھ ۱۴۰۱ھ بمطابق ۱۹۸۱ء میں شائع ہوئی۔

۳۔ ایسے ہی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان الہیثمی (م۸۰۷ھ) کی لکھی ہوئی کتاب ہے جو مکتبۃ القدسی، القاہرہ سے ۱۴۱۴ھ بمطابق ۱۹۹۴ء میں ۱۰ جلدوں میں شائع ہوئی۔انہی کی ایک کتاب البدر المنیر فی زوائد المعجم الکبیر ہے۔ان دونوں کتب میں صحاح ستہ پر زوائد روایات کو جمع کیا گیا ہے۔

۴۔ جامع المسانید والسنن الہادی لاقوم سنن، حافظ ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (المتوفی: ۷۷۴ھ) کی شاندار تصنیف ہے جو دار خضر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت۔ لبنان سے طبع ثانی کے ساتھ ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۹۹۸ء میں ۱۰ جلدوں میں شائع ہوئی حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) نے اس میں زوائد طبرانی کو اسانید کے ساتھ ذکر کیا۔ جسے امیر علاء الدین علی بن بلبان نے ابواب پر مرتب کیا۔(۳۴)

۵۔ موسوعۃ اطراف الحدیث النبوی الشریف جس میں حروف تہجی کے لحاظ سے احادیث کے شروع کے الفاظ تخریج کے لئے ذکر کیے گئے ہیں ابو ہاجر محمد سعید بن بسیونی زغلول کی تالیف ہے۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت سے ۱۵ جلدوں میں شائع ہوئی۔

۶۔ التحبیر فی المعجم الکبیر، تراجم اشخاص پر مشتمل ابو سعد عبد الکریم بن محمد بن منصور التمیمی السمعانی المروزی المتوفی:۵۶۲ ھ کی تالیف ہے جو رئاسۃ دیوان الأوقاف، بغداد سے طبع اول کے ساتھ ۱۳۹۵ھ بمطابق ۱۹۷۵ء میں ۲ جلدوں میں شائع ہوئی۔

خلاصہ بحث

امام طبرانی کا نام علوم الحدیث کی شاخ معاجم کے مؤسسین میں شمار ہوتا ہے۔ آپ کی کتاب المعجم الکبیر اس علم میں مصدر کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور تراجم صحابہ پر ایک انسائیکلوپیڈیا شمار ہوتی ہے۔ آپ چوتھی صدی ہجری کے محدث ہیں۔ کثیر اساتذہ و مشائخ سے کسب فیض کیا اور ساٹھ (۶۰) سال تک احادیث پڑھاتے رہے۔ المعجم الکبیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے حالات، فضائل اور واقعات وغیرہ پر مشتمل ہے۔ جسے حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے۔ حروف تہجی کی ترتیب کے ضمن میں صحابہ کرام کو صحابیات رضی اللہ عنہم اجمعین پر مقدم کیا گیا ہے۔ آغاز خلفائے راشدین کے ذکر سے ہے جس کے بعد بقیہ عشرہ مبشرہ کا تذکرہ ہے۔ ہر صحابی کا تعارف، نسبت، صفات اور اس کی سند و وفات کے ساتھ اس کی مرویات ذکر کی گئی ہیں۔ اگر صحابی کثیر الروایہ ہو تو امام طبرانی اس کی بعض مرویات ذکر کرتے ہیں اور اگر قلیل الروایۃ ہو تو اس سے مروی تمام روایات ذکر کرتے ہیں اور اگر ایک صحابی سے متعدد تابعین نے روایت کیا ہو تو ہر

تابعی کی روایت کو مصنف علیحدہ عنوان سے ذکر کرتے ہیں۔ جس صحابی کی حضور ﷺ سے کوئی روایت مروی نہ ہو اس کا ذکر کتاب المغازی یا تاریخ العلماء میں کرتے ہیں۔ المعجم الکبیر کی جملہ مرویات ادا کے صیغہ حدثنا کے ساتھ ہیں۔ احادیث کی سند اور متن کا تکرار بہت کم ہے۔ کم و بیش ۱۶۰۰ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اسما کے ساتھ تراجم ابواب ہیں۔ کتاب کی اکثر مرویات مرفوع ہیں تاہم موقوف روایت کی بھی اچھی خاصی تعداد اس میں موجود ہے۔ المعجم الکبیر کی جملہ مرویات تقریبا ۲۲۰۲۱ ہیں۔ کتاب میں بہت ساری ایسی احادیث بھی موجود ہیں جو صحاح ستہ میں نہیں ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ معاجم لفظ معجم کی جمع ہے معجم سے مراد حدیث کی ایسی کتاب ہے جو صحابہ، شیوخ، بلدان یا قبائل کی ترتیب پر لکھی جائے اور ان اسماء میں حروف تہجی کا لحاظ رکھا جائے۔ (کتانی، ابو عبد اللہ محمد بن ابی الفیض جعفر بن ادریس الحسنی الادریسی (المتوفی: ۱۳۴۵ھ)، الرسالۃ المستطرفۃ لبیان (مشہور کتب) السنۃ المشرفۃ، دار البشائر الاسلامیۃ، الطبعۃ السادسۃ: ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م، ص: ۹۰۔ لحیدان، دخیل بن صالح، طرق التخریج بحسب الراوی الأعلی، الجامعۃ الاسلامیۃ، المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ الاولی: ۱۴۲۲ھ، ص: ۱۴۰۔

۲۔ ابن مندہ، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحیی العبدی الاصبہانی (المتوفی: ۳۹۵ھ)، فتح الباب فی الکنی والالقاب، مکتبۃ الوثر، السعودیۃ۔ الریاض، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۶م، ۳۵/۲۷۔ اصبہانی، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسی بن مہران (المتوفی: ۴۳۰ھ)، تاریخ اصبہان، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۰ھ۔ ۱۹۹۰م، ۱/۳۹۳۔ خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی (المتوفی: ۴۶۳ھ)، تاریخ بغداد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۷ھ، ۲۱/۹۱۔ ابن مندہ، ابو زکریا یحیی بن عبد الوہاب بن محمد ابن اسحاق بن محمد بن یحیی العبدی الصبہانی (المتوفی: ۵۱۱ھ)، جزء فیہ ذکر ترجمۃ الطبرانی، مکتبۃ العلوم والحکم، الموصل، الطبعۃ الثانیۃ: ۱۴۰۴ھ۔ ۱۹۸۳م، ص: ۳۳۳۔ ابن عساکر، ابو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ (المتوفی: ۵۷۱ھ)، تاریخ دمشق، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۵ھ۔ ۱۹۹۵م، ص: ۲۲/۱۶۳۔ ابن نقطہ، معین الدین ابو بکر محمد بن عبد الغنی بن ابی بکر بن شجاع الحنبلی البغدادی (المتوفی: ۶۲۹ھ)، التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی: ۱۴۰۸ھ۔ ۱۹۸۸م، ص ۲۸۴۔ ذہبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز (المتوفی: ۷۴۸ھ)، سیر اعلام النبلاء،

مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ:۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵م، ص: ۱۶/۱۱۹۔ ذہبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز (المتوفی: ۷۴۸ھ) تذکرۃ الحفاظ، دار لکتب العلمیۃ، بیروت۔لبنان، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸م، ص: ۳/۸۵۔ ابن عماد، ابو الفلاح عبد الحی بن احمد بن محمد حنبلی (المتوفی:۱۰۸۹ھ)، شذرات الذہب فی خبار من ذہب، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت، الطبعۃ الاولی:۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۶م، ص: ۴/۳۱۰۔ سمعانی، ابو سعد عبد الریم بن محمد بن منصور التمیمی المروزی (المتوفی:۵۶۲ھ)، الانساب، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ، حیدر آباد، الطبعۃ الاولی:۱۳۸۲ھ۔۱۹۶۲م، ص:۹/۳۵۔ بغدادی، ابو بکر محمد بن عبد الغنی، تکملۃ الاکمال، جامع ام القری، مکۃ المکرمۃ، الطبعۃ الاولی:۱۴۱۰ھ، ص: ۴/۳۹۔ ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، دار صادر، بیروت، الطبعۃ الاولی:۱۳۵۸ھ، ص: ۷/۵۴۔ ظاہری، ابو المحاسن جمال الدین یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ حنفی (المتوفی:۸۷۴ھ)، النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ، وزارۃ الثقافۃ والارشاد القومی، دار لکتب، مصر، ص: ۴/۵۹

۳۔ امام طبرانی کے مشہور اساتذہ ومشائخ میں ہاشم بن مرثد الطبرانی، ادریس بن جعفر العطار، بشر بن موسی، حفص بن عمر، علی بن عبد العزیز البغوی، مِقدام بنِ داود الرعینی، ابو زرعۃ عبد الرحمن بن عمرو الدمشقی، ابو اسامہ عبد اللہ بن اسامہ الحلبی، عبد اللہ بن الامام احمد، احمد بن المعلی الدِمشقی القاضی، عبد اللہ بن محمد بن سعید بن ابی مریم، احمد بن انس بن مالک، احمد بنِ عبدِ اللہ اللحیانی، احمد بنِ براہیم بنِ فیل البالِسِی، احمد بنِ ابراہیم البسرِی، احمد بنِ داود البصرِی المکی، احمد بن مسعود الخیاط، یحی بن ایوب العلاف، احمد بن رشدین، احمد بن اسحاق بن نبیط بن شریط الاشجعی، احمد بن عبدِ اللہ بن عبد الرحیم البرقی، احمد بنِ عبدِ الوہابِ الحوطِی، اسحاق بن ابراہیم الدبری، الحسن بن عبد العلی البوسی، ابو مسلم الکجی، ابو خلیفۃ الجمحی، الحسن بن سہل المحوز، بشر بن موسی الاسدی فی آخرین، ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی، اِبراہیم بن سوید الشبانی وغیرہم شامل ہیں۔

خلیلی، ابو یعلی خلیل بن عبد اللہ بن حمد بن براہیم بن الخلیل القزوینی (المتوفی:۴۴۶ھ)، الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث، مکتبۃ الرشد، الریاض، الطبعۃ الاولی:۱۴۰۹ھ، ص:۲/۴۸۰، سیر اعلام النبلاء: ۱۶/۱۲۰۔ تذکرۃ الحفاظ: ۳/۸۵۔ فتح الباب فی الکنی والالقاب: ۲۷/۳۵ ۔التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید:۲۸۴،۲۸۳۔ تاریخ بغداد:۹۱/۲۱۔ تاریخ دمشق:۲۲/۱۶۳۔ شذرات الذہب:۳۱۰/۴۔ ہروی، ابو الفضل عبید اللہ بن عبد اللہ بن احمد بن یوسف (المتوفی:۴۰۵ھ)، المعجم فی مشتبہ اسامی المحدثین، مکتبۃ الرشد، الریاض، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۱ھ، ص۳۹

۴۔ امام طبرانی کے کثیر تلامذہ میں سے چند نامور یہ ہیں:

ابو خلیفہ الجمحی، ابو العباسِ بن عقدۃ، احمد بن محمد بن ابراہیم الصحاف، یہ تینوں اصحاب امام طبرانی کے اساتذہ بھی ہیں۔ عبد اللہ بن محمد بنِ المرزبانِ بنِ منجویہ، عبد الرزاقِ بن عبدِ اللہ بنِ احمد، ابو مسلم الکجی، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحیی بن مندہ الاصبہانی، الحسین بن احمد بن المرزبان، ابو عمر محمد بن الحسینِ البسطامِی، ابو بکر محمد بن عبد اللہ الرِباطِی، ابو الفضلِ محمد بن احمد الجارودِی، ابو سعِید النقاش، ابو بکر احمد بن موسی بن مردویہ لاصبہانی، ابو نعیم الاصبہانی، ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن احمد بن ابراہیم بن رِیذۃ الاصبہانی، عبد الرحمن بن احمد الصفار، ابو بکر بن ابی علی الذکوانی، ابو الحسن احمد بن محمد بن الحسین بن فادشاہ، محمد بن عبید اللہ بن شہریار وغیرہم۔

التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید: ۲۸۳۔ سیر اعلام النبلاء، ۱۶/۱۲۱۔ تذکرۃ الحفاظ: ۳/۸۵ تاریخ بغداد، ۲۱/۹۱ تاریخ اصبہان، ۱/۳۹۳ تاریخ دمشق ۲/۱۶۴ شذرات الذہب، ۴/۳۱۰، الانساب للسمعانی، ۹/۳۵

۵۔ آپ کی مشہور تصانیف میں المعجم الکبیر، المعجم الاوسط، المعجم الصغیر، مسند العشرۃ، مسند الشامین، کتاب النوادِر، کتاب معرفۃ الاصحاب، الفوائِد، مسند ابی ہریرۃ رضِی اللہ عنہ، مسند عائِشۃ رضِی اللہ عنہا، مسند ابی ذر الغِفارِی، کتاب التفسِیر، کتاب دلائِل النبوۃ، کتاب الدعاء، کتاب السنۃ، کتاب العلم، کتاب الرؤیا، کتاب فضائِل العرب، کتاب فضائِل علی رضی اللہ عنہ، کتاب بیان کفر من قال بخلق القرآن، کتاب الرد علی المعتزلۃ، کتاب الرد علی الجہمیۃ، کتاب مکارِم الاخلاق، کتاب العزل، کتاب الصلاۃ علی النبِی صلی اللہ علیہِ وسلم، کتاب المناسِک وغیرہم شامل ہیں۔

شذرات الذہب: ۴/۳۱۰۔ سیر اعلام النبلاء: ۱۶/۱۲۷۔ الانساب للسمعانی: ۱/۲۰۰۔ ذہبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان (المتوفی: ۷۴۸ھ)، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، دار الکتاب العربی، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ: ۱۴۱۳ھ۔ ۱۹۹۳م، ص: ۲۶/۲۰۹۔ ابن قطلوبغا، ابو الفداء زین الدین قاسم السودونِی الجمالی الحنفی (المتوفی: ۸۷۹ھ)، الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستۃ، مرکز النعمان للبحوث والدراسات الاسلامیۃ وتحقیق التراث والترجمۃ، صنعاء۔ یمن، الطبعۃ الاولی: ۱۴۳۲ھ۔ ۲۰۱۱م، ص: ۵/۹۱۔ النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ: ۴/۵۹۔ جزء فیہ ذکر ترجمۃ الطبرانی: ۳۳۵۔ سمعانی، ابو سعد عبد الریم بن محمد بن منصور التمیمی المروزی (المتوفی: ۵۶۲ھ)، التحبیر فی المعجم الکبیر، رئاسۃ دیوان الاوقاف، بغداد، الطبعۃ الاولی: ۱۳۹۵ھ۔ ۱۹۷۵م، ص: ۱/۱۸۲۔ سمعانی، ابو سعد عبد الریم بن محمد بن منصور التمیمی المروزی (المتوفی: ۵۶۲ھ)، المنتخب من معجم شیوخ السمعانی، دار عالم الکتب، الریاض، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۶م، ص: ۵۸۶۔ تاریخ دمشق: ۲۲/۱۶۴۔ تذکرۃ الحفاظ: ۳/۸۵.

۶۔ جز فیه فی ذکر ترجمة الطبرانی: ۳۵۹۔التحبیر فی المعجم الکبیر:۱/۱۸۲۔المنتخب من معجم شیوخ السمعانی: ۵۸۶۔ تاریخ دمشق: ۲۲/۱۶۴۔ سیرا علام النبلاء:۱۲۱/۱۶۔ تذکرة الحفاظ: ۳/۸۵۔ شذرات الذہب: ۴/۳۱۰۔النجوم الزاہرة فی ملوک مصر والقاہرة: ۴/۵۹۔تاریخ اصبہان: ۱/۳۹۳۔التقیید لمعرفة رواة السنن والمسانید:۱/۲۸۴الرسالة المستطرفة:۳۸۔الانساب للسمعانی: ۹/۳۵

۷۔ الرسالة المستطرفة لبیان (مشہور کتب)السنة المشرفة، ۹۰

۸۔ طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی (المتوفی:۳۶۰ھ)،المعجم الکبیر ، دار حیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الثانیة:۱۹۸۳م، ص: ۱/۵۰

۹۔ نفس المرجع السابق ۱/۵۰

۱۰۔ شنقیطی، محمد خضر بن سید عبد اللہ بن احمد الجکنی (المتوفی:۱۳۵۴ھ)،کوثر المعانی الدراری فی کشف خبایا صحیح البخاری، مؤسسة الرسالة، بیروت، الطبعة الاولی، ۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۵م، ص ۱/۴۲۔محمد بن علی بن آدم بن موسی، مشارق الانوار الوہاجة ومطالع الاسرار البہاجة فی شرح سنن الامام ابن ماجہ،دار المغنی، الریاض-المملکة العربیة السعودیة، الطبعة الاولی:۱۴۲۷۔۲۰۰۶م، ص: ۳/۱۵

۱۱۔ سیرا علام النبلاء: ۱۶/۱۲۲

۱۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی:۵۷/۵۸،۱۔

۱۳۔ المعجم الکبیر للطبرانی:۲۱۴،۲۰۳،۱۹۷

۱۴۔ ابن الصلاح، ابو عمرو تقی الدین عثمان بن عبد الرحمن (المتوفی:۶۴۳ھ)،معرفة انواع علوم الحدیث، دار الفکر المعاصر، بیروت، الطبعة الاولی:۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۶م، ص:۱۳۲

۱۵۔ المعجم الکبیر: ۲/۱۷۷

۱۶۔ نفس المرجع السابق: ۵۰/۱

۱۷۔ المعجم الکبیر: ۱/۷۸

۱۸۔ المعجم الکبیر: ۱۰/۱۴۱

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ نفس المرجع السابق:۶۲/۱۲۴،۱/۱۲۹،۱/۱۴۵،۱/۱/۱

۲۱۔ نفس المرجع السابق: ۲/ ۲۱۶

۲۲۔ نفس المرجع السابق

۲۳۔ المعجم الکبیر للطبرانی: ۶/۱۲۹
۲۴۔ نفس المرجع السابق
۲۵۔ نفس المرجع السابق: ۶/۱۷۵
۲۶۔ المعجم الکبیر: ۶/۱۸۰
۲۷۔ المعجم الکبیر: ۶/۱۹۱
۲۸۔ المعجم الکبیر: ۲/۱۴۴
۲۹۔ نفس المرجع السابق: ۲/۱۵۱
۳۰۔ المعجم الکبیر: ۲۲/۳۹۷
۳۱۔ الرسالة المستطرفة: ۱۳۵
۳۲۔ حاجی خلیفہ، مصطفی بن عبد اللہ کاتب جلبی القسطنطینی الرومی الحنفی(۱۰۱۷۔۱۰۶۷ھ)،کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مکتبۃ المثنی، الطبعۃ الاولی:۱۹۴۱م،۲/۱۷۳۷
۳۳۔ مخلوف، محمد بن محمد بن عمر بن علی ابن سالم (المتوفی ۱۳۶۰ھ)،شجرة النور الزکیة فی طبقات المالکیة،دار الکتب العلمیۃ، لبنان، الطبعۃ الاولی:۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م، ص ۱/۶۷۰
۳۴۔ کشف الظنون ۲/۱۷۳۷